

میں نے گھری ضرورات اڑی تھی، لیکن میں ابھی مانے والوں میں پوری طرح شامل نہ تھا۔ میرے دل میں ان گنت ایسے سوال تھے جو اقبال سے جواب کے خواہش مند تھے..... مجھے اچانک امریکہ چھوڑتے ہوئے دکھ ہوا رہا۔ وہاں پاکستان میں میرا کون تھا؟ وہاں تو میں اس خوشی سے بھی محروم ہو جاؤں گا جو جمیلہ اور قیصر مجھے دیا کرتے تھے..... مجھے تو اس بیلکوں کو چھوڑنے کا بھی دکھ تھا جہاں پہنچ کر میں دائرے کا سفر کیا کرتا تھا۔ ماضی کی گلیوں میں گھومتا تھا۔ اذہورے مسائل کو بار بار سمجھانے میں مصروف رہتا۔ بوڑھے آدمی کو اپنی ساری اہمیت خیال ہی سے تو ملتی ہے۔

مجھے وہ دن یاد آگیا جب میں امریکہ پہلے روز اپنی ٹرویں میں دو بیگ دھرے آیا تھا۔ مجھے اتنے بڑے ایئر پورٹ پر درست Exit کی تلاش تھی۔ پھر لمبے برآمدے میں لوگوں کا ایک ریلاکسی نیچے فلامٹ سے داخل ہوا اور Escalator پر سوار ہو گا۔ میں کافی دیر سے پریشان چلا آ رہا تھا۔ مجھے ارجمند اور بجال کہیں نظر نہ آئے۔ پھر مجھے ایک سردار جی نظر آگئے۔ میں ان کے قریب گیا جیسے پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔ وہ ایک لفافے سے چپس کھا رہے تھے۔

سردار جی میں کچھ گز بڑا گیا ہوں۔ مجھے سمجھنہیں آ رہی۔ باہر جانے کا راستہ کون سا ہے؟

انہوں نے مسکرا کر میری جانب دیکھا
پہلی بار امریکہ آئے ہیں ویر جی؟

جی سر.....

”لبس یہ ملک ہی ایسا ہے۔ یہاں آ کر آدمی گز بڑا ضرورت ہے۔۔۔ وہ سامنے گیٹ نمبر انیس سے چل جائیں، افت لگی ہے۔۔۔ نیچے جا کر کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ سامنے رُک نظر آتی ہے نہ سمجھ آئے تو ضرور کسی سے پوچھ لیں۔ یہ امریکی لوگ بڑے مد دگار ثابت ہوتے ہیں۔“

”میری بیٹی اور داماد کو مجھے لینے آنا تھا۔ وہ تو کہیں نظر نہیں آئے۔ میرا تو رونے کو جی چاہتا ہے۔“

سردار جی ذرا سما سکرائے اور بولے ”واہ گرو کی سونہہ امریکہ میں جب بھی کوئی آتا ہے تو اس کا رو نے کو جی چاہتا ہے۔ سی ویہاں سو۔ اس ملک سے جب کوئی جاتا ہے تو بھی وہ روتا ضرورت ہے۔ پتہ نہیں کیا بھید ہے۔ آنے پر بھی روتا جانے پر بھی روتا“

میرا سامان جا چکا تھا۔ صرف ایک ہینڈ بیگ کندھے سے لٹکا تھا۔

بلال اور ارجمند ہاتھ ہلاہلا کر مجھے اللہ حافظ کہہ رہے تھے۔ قیصر اور جمشید کے اب صرف چھوٹے چھوٹے ہاتھ نظر آرہے تھے۔ پاکستان والے گیٹ وے میں داخل ہو کر شل نمار است پر چلنے لگا۔

نہ جانے کیوں میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

سردار جی ٹھیک کہتے تھے اس دلیں میں آمد پر بھی مسافر روتا ہے اور رخصت کے وقت بھی اس کی آنکھیں غم رہتی ہیں۔

اقبال کے ساتھ کسی قسم کا مریٰ رشتہ نہ تھا، لیکن اس کی بات مان لینے کے بعد یہاں وہاں کچھ باتی نہ رہا تھا۔ میں کسی کو کیا بتاتا کہ بابا آدم جب اماں حوا کی بات مان چکتا ان کے پاس جلاوطنی کے علاوہ کوئی چوائیں نہ تھی!

☆☆☆☆

The End ----- ختم شد -----